34

دنیا کی اصلاح اور اسلام کی تعلیم کو پھر سے رائج کرنے کا کام اللہ تعالیٰ نے تمہارے سپرد کیا ہے

(فرمودہ 9/اکتوبر 1953ء بمقام۔ربوہ)

تشہّد ،تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

''کچھ لوگ دنیا میں ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوتے ہیں یا یوں کہو کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں۔اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہیں ہوتے یا یوں کہو کہ وہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہیں۔ مامور سے میری مراد وہ انسان نہیں جس کو خدا تعالیٰ الہام کر کے کسی خاص مقصد کے لیے کھڑا کرتا ہے۔ بلکہ اِس سے مراد اِس کے عام عربی معنی ہیں کہ کسی شخص کو ایک حکم دیا گیا ہو۔پس مامور کے معنے ہیں وہ جسے حکم دیا گیا،کوئی کام سپرد کیا گیا۔مثلاً ایک سپاہی کو کسی جگہ کھڑا کیا گیا ہو اور اُسے یہ حکم دیا گیا ہو کہ وہ کسی کو دروازے سے اندر نہ آنے دے۔اُس کے پاس اُس کا کوئی عزیز یا رشتہ دار یا دوست آتا ہے۔اور وہ خواہش کرتا ہے کہ میں تمہارا عزیز ہوں، رشتہ دار ہوں یا دوست ہوں مجھے اندر جانے کی اجازت دے دو۔تو وہ کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں، میں مامور ہوں۔

مجھے یہاں اِس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ میں کسی کو اندر نہ جانے دوں اس لیے میں آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ گویا وہ سپاہی بھی ایک مامور ہے۔

پھر ایک مامور وہ ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ دنیا میں مبعوث کر کے بھیجتا ہے تا وہ دنیا تک اس کا پیغام پہنچائیں یا اس کے پیغام کی اشاعت کریں اور ایک ہر شخص اور ہر قوم مامور ہوتی ہے جس کو کسی خاص مقصد کے لیے کھڑا کیا گیا ہو یا اُس کے سپرد کوئی خاص کام کیا گیا ہو۔ پس ہر مرسل، ہر نبی اور ہر وہ شخص جس کو دنیا کی اصلاح کے لیے کھڑا کیا گیا ہو اور اِن سے اُتر کر ظلّی طور پر ہر ملہم علیہ اور ہر مصلح مامور ہیں۔ پھر اُن کے ساتھ اُن کی جماعتیں بھی مامور ہوتی ہیں۔ یعنی اُن کے سپرد بھی ایک خاص مقصد ہوتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں آیا کہ خدا تعالیٰ نے اُسے مامور کیا ہو اَور اُس کی جماعت مامور نہ ہو۔ یہ بات ناممکن ہے اِس لیے کہ دنیا میں کوئی مامور ایسا نہیں آیا جس کے سپرد کوئی ایسا کام ہو جو ایک شخص سے تعلق رکھتا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام سے اِس وقت تک کوئی مامور ایسا نہیں گزرا جس کا کام صرف اُس کی ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ بلکہ اُس کے سپرد ہمیشہ ایسے کام ہوتے ہیں جو ہزاروں، لاکھوں اور کروڑوں لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب تک وہ ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں لوگ کام نہ کریں وہ کام پورا نہیں ہوسکتا۔ اسی لیے مسیح ناصری علیہ السلام نے کہا تھا کہ میں تو اِس دنیا سے جاتا ہوں اور ہر ایک آدمی کے لیے اِس دنیا سے جانا ہی مقدر ہے۔ کیونکہ جب تک میں اِس دنیا سے نہ جاؤں وہ کام پورا نہیں ہوسکتا جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے اور جو ہمیشہ رہنے والا اور دائمی ہے۔ اور یہی وجہ تھی کہ رسول کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اسلام کے اہم اصول کو ایک ایک کر کے بیان فرمایا اور کہا۔ هَلْ بَلَّغْتُ اے مسلمانو! کیا میں نے وہ فرض ادا نہیں کر دیا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے سپرد کیا گیا تھا؟ 1۔ پھر یہی وجہ تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "الوصیت" میں تحریر فرمایا کہ:۔

"تمہارے لیے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لیے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے۔ جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی 2۔

پس مامور کی مثال اُن انسانوں کی طرح ہوتی ہے جو گاڑی یا موٹر کو دھکا دیتے ہیں۔ جب کوئی گاڑی کہیں پھنس جاتی ہے۔ تو لوگ اُسے دھکا دیتے ہیں۔ اور اس کے بعد وہ خود بخود چلتی ہے۔ اگر دھکا دینے کے بعد بھی وہ خود نہیں چلتی تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ خراب ہے۔ اگر دھکا دینے کے بعد گاڑی چل پڑتی ہے اور چلتی چلی جاتی ہے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس کے سامنے کوئی عارضی روک تھی اور اب وہ روک دور ہوگئی ہے۔ پس مامورین جب دنیا میں آتے ہیں تو اُن کے آنے کی غرض گاڑی کو دھکا دینا ہوتا ہے۔ وہ منزلِ مقصود تک نہیں پہنچاتے۔ آج تک دنیا میں کوئی ایسا مامور نہیں آیا جس نے ماموریت کے پیغام کو انتہا تک پہنچا دیا ہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی انسان نہیں لیکن آپؐ کے بعد بھی خلفاء آئے جنہوں نے آپ کے کام کو جاری رکھا۔ پھر خلفاء کے بعد اولیائے امت نے آپ کے کام کو جاری رکھا۔ یہاں تک کہ مسلمان تھک کر چُور ہو گئے اور انہوں نے اِس گاڑی کو دھکا دینے سے انکار کر دیا جس کو محمد رسول اللہ ﷺ نے دھکا دے کر چلایا تھا۔

ہماری جماعت کو بھی اِس قسم کے مقصد کے لیے خدا تعالیٰ نے کھڑا کیا ہے۔ اب دو ہی باتیں ہیں یا تو ہم یہ کہیں کہ ہم مامور نہیں اور ہمیں کسی مقصد کے لیے کھڑا نہیں کیا گیا۔ اور یا یہ کہیں کہ ہمیں جس مقصد کے لیے کھڑا کیا گیا ہے وہ پورا نہیں ہوسکتا۔ اور یا یہ مانیں کہ جس مقصد کے لیے ہمیں کھڑا کیا گیا ہے وہ پورا ہوسکتا ہے بشرطیکہ ہم اپنا فرض ادا کریں۔ جہاں تک اِس چیز کا سوال ہے کہ ہمیں کسی مقصد کے لیے کھڑا نہیں کیا گیا یہ بالکل غلط ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ ہمیں کسی مقصد کے لیے کھڑا نہیں کیا گیا تو ہمارا تمام دعویٰ باطل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خدا تعالیٰ نے الہام نازل کیا ہے اور آپ کو دنیا کی اصلاح کے لیے مبعوث کیا ہے تو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کی جماعت کو بھی مامور کیا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ تاریخ، مذہب احادیث اور روایتوں سے کوئی ایسا نبی ثابت نہیں جس کا کام اُس کی ذات تک محدود ہو، کوئی مرسل ایسا ثابت نہیں جس کا کام اُس کی ذات تک محدود ہو، کوئی نبی ایسا ثابت نہیں جس کا کام اس کی ذات تک محدود ہو۔ کوئی مصلح اور کوئی مجدد بھی ایسا ثابت نہیں جس کا کام اُس کی ذات تک محدود ہو۔ اب مرزا صاحب کو تم مرسل کہہ لو، مصلح کہہ لو، مجدد کہہ لو۔ کم از کم مجدد سے نیچے آپ کو ماننے والا تو کوئی نہیں جاسکتا۔ اور جب دنیا میں کوئی مجدد بھی ایسا نہیں آیا

جس کا کام اُس کی ذات تک محدود ہو اور اُس کی جماعت اُس کے کام میں شریک نہ ہو تو اگر مرزا صاحب مامور تھے اور جب کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ کو دنیا میں اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا تھا تو تمہیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تم بھی مامور ہو۔ اگر مرزا صاحب مُلْهَمْ اِلَيْهِ تھے تو تم حاملِ الہام ہو۔ آپ کی طرف خدا تعالیٰ نے اپنا کلام نازل کیا اور پھر وہ کلام تمہاری طرف منتقل کیا۔ جس طرح کہ تمام مامورین خلفاء اور مجددین کے کام ہوتے چلے آئے ہیں۔ اِسی طرح آپؑ کا کام بھی آپؑ کے بعد جاری رہے گا۔ پس تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ تمہیں کسی مقصد کے لیے کھڑا نہیں کیا گیا۔

شاید تم یہ کہو کہ تمہارے سپرد جو کام کیا گیا تھا وہ پورا کرنا مشکل تھا۔ یعنی بنی نوع انسان کو اسلام کی طرف لانا اور محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم کو دوبارہ قائم کرنا مشکل امر ہے۔ اگر تم ایسا کہو تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا 3۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی جان کے سپرد کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس کے کرنے کی اُس میں طاقت نہ ہو۔ اس لیے جو شخص یہ کہتا ہے کہ اُس کے سپرد ایسا کام کیا گیا ہے جو ہو نہیں سکتا وہ خدا تعالیٰ کو جھوٹا قرار دیتا ہے، وہ قرآن کریم کی تکذیب کرتا ہے، وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کی تردید کرتا ہے۔ وہ قرآن کریم جو ساری کتابوں سے اکمل اور مکمل کتاب ہے، وہ قرآن کریم جو آخری شریعت ہے، وہ قرآن کریم جو خاتم النّبیّن پر نازل ہوا تھا جس کی شان کی اَور کوئی کتاب نہیں وہ کہتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا یعنی اللہ تعالیٰ کبھی بھی کسی جان کے سپرد ایسا کام نہیں کرتا جس کے کرنے کی اُس میں طاقت نہ ہو۔ اس لیے ماموروں کے سلسلہ میں یہ بات پائی جاتی ہے کہ جب کوئی کام کسی کے سپرد کیا جاتا ہے تو وہ اُس کے متعلق یہ سوچتا نہیں کہ آیا میں اِس کام کو کر سکتا ہوں یا نہیں۔ حالانکہ دنیا میں جب کسی انسان کے سپرد کوئی کام کیا جاتا ہے تو وہ سوچتا ہے کہ شاید میں اس کام کو نہ کرسکوں۔ اگر کوئی بادشاہ کسی جرنیل کو یہ حکم دیتا ہے کہ فلاں جگہ بغاوت ہوگئی ہے ہم اُس بغاوت کو فرو کرنے کے لیے تمہیں کھڑا کرتے ہیں۔ تو وہ سوچتا ہے کہ معلوم نہیں وہ اس بغاوت کو دور بھی کرسکتا ہے یا نہیں۔ اگر کسی کالج کا نظام بگڑا ہوا ہو۔ اَور کسی شخص کو کہا جائے کہ تمہیں اس کا پرنسپل مقرر کیا جاتا ہے۔ تم اس کی اصلاح

کرو۔ تو ہوسکتا ہے کہ وہ سوچے کہ آیا وہ نظام صحیح ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اگر ایک مشین ٹوٹ جائے یا بگڑ جائے اور مالک کسی مستری کو بلائے اور اُس سے کہے کہ میں تمہارے سپرد یہ کام کرتا ہوں۔ تو ہوسکتا ہے کہ وہ مستری یہ پوچھے کہ مشین اپنی آخری حد کو بھی پہنچ سکتی ہے۔ معلوم نہیں کہ وہ صحیح ہوسکتی ہے یا نہیں۔ لیکن کیا کبھی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انسانوں، فطرتوں، عقلوں، قوتوں اور طاقتوں کا پیدا کرنے والا خدا کسی کو یہ کہے کہ تم یہ کام کرو یا فلاں چیز کی درستی کرو تو وہ سوچنے لگے کہ یہ کام ہو بھی سکتا ہے یا نہیں؟ اگر وہ کام ہو نہیں سکتا تھا تو اُس نے اُس کے سپرد کیوں کیا؟ ہوسکتا ہے کہ ایک مالدار شخص کسی مستری کے سپرد ایسا موٹر کرے جو درست نہ ہوسکے۔ لیکن یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ماہر انجینئر کسی کے سپرد ایسا کام کردے۔ جو نہ ہوسکتا ہو۔ کیونکہ وہ خود سب کام جانتا ہے۔ اگر وہ یہ سمجھے گا کہ فلاں کام نہیں ہوسکتا تو وہ اس کام کو کسی کے سپرد کیوں کرے گا۔ ایک کروڑ پتی جو موٹر کی مشینری سے واقف نہیں، ہوسکتا ہے کہ اُس کی موٹر کسی چیز سے ٹکرائے اور اُس کے تمام اندرونی پُرزے ٹوٹ چکے ہوں۔ وہ کسی مستری کو بلا کر یہ کہے کہ تم اس کو درست کردو میں تمہیں انعام دوں گا۔ لیکن ایک ماہر انجینئر جس کا کام اُس موٹر کے پُرزوں کو بنانا ہے ایسی حماقت نہیں کرسکتا کہ وہ جانتا ہو کہ اب موٹر کی مرمت نہیں ہوسکتی اور کسی مستری کو کہے کہ تم اسے درست کردو۔ اِسی طرح اگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم نے فلاں کام کرنا ہے۔ تو اِس کے معنی ہیں کہ تم وہ کام یقیناً کرسکتے ہو۔ پس اگر تم کہتے ہو کہ تم وہ کام نہیں کرسکتے تو اِس سے زیادہ حماقت اور کوئی نہیں۔ اگر تم یہ کہتے ہو کہ تم فلاں کام نہیں کرسکتے۔ تو اِس کے یہ معنی ہیں کہ تم خدا تعالیٰ سے زیادہ علم رکھنے والے ہو۔

مجھے یاد ہے پارٹیشن (Partition) کے بعد مَیں ایک جگہ پر گیا۔ وہاں ہوائی جہازوں کا ایک بڑا افسر اور صوبہ کے وزیر اعظم بھی تھے۔ مجلس میں سے بعض نوجوانوں نے مذہب کے متعلق بعض اعتراضات کرنے شروع کیے۔ چونکہ دوسرے لوگ اَور باتیں کر رہے تھے میں نے وزیر اعظم سے کہا اِن نوجوانوں نے مذہب کے متعلق بعض اعتراضات کیے ہیں اگر آپ بُرا نہ منائیں تو میں ان کو اِن اعتراضات کے جوابات دے دوں۔ وہ کہنے لگے آپ جواب دیں ہمیں بھی اس سے فائدہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے ان اعتراضات کے جوابات دینے شروع کیے۔ جیسا کہ قاعدہ ہے مجلس میں بات چکر کھا جاتی ہے۔ اِسی طرح بات چکر کھاتے کھاتے اُسی فوجی افسر تک پہنچی جو چوٹی کا افسر تھا۔

یا یوں کہوں کہ وہ اپنے محکمہ میں اپنے حصہ کا کمانڈنگ آفیسر تھا۔ تھوڑی دیر گفتگو کرنے کے بعد میں نے اُسے ایسا مجبور کیا اور اُسے ایسے مقام پر لا کر کھڑا کر دیا کہ اُسے اِس کے بغیر چارہ نہیں تھا کہ وہ اقرار کرتا کہ میں غلطی پر ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ میرے خلاف ہے۔ اُس موقع پر میں نے اُس سے اِس رنگ میں سوال کیا کہ اب یہ پوزیشن ہے کہ قرآن کریم کی آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہے اور احمدی غیر احمدی سب اس پر متفق ہیں۔ اب آپ کے لیے کوئی چارہ نہیں کہ آؤ فیصلہ کریں کہ خدا تعالیٰ عقل مند ہے یا آپ عقل مند ہیں۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اُس کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا اور اُس نے کہا میں تو سمجھتا ہوں کہ میں خدا سے زیادہ عقل مند ہوں۔ درحقیقت یہ اُس کی شکست کا اعتراف تھا۔ اس کے یہ معنی نہیں تھے کہ وہ خدا تعالیٰ سے بہتر سمجھتا ہے۔ بلکہ درحقیقت بات یہ تھی کہ وہ جانتا نہیں تھا کہ خدا ہے اور اُس کی تعلیم کیا ہے۔ اُس کی اِس بات پر ساری مجلس ہنس پڑی اور وہ خود بھی ہنس پڑا۔ یہی پوزیشن اُس احمدی کی ہے جو ایک طرف یہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب سچے ہیں اور آپؑ کو الہام کر کے خدا تعالیٰ نے اسلام کے دوبارہ احیاء کے لیے کھڑا کیا ہے اور دوسری طرف یہ کہتا ہے کہ وہ کام جو مرزا صاحب کے سپرد کیا گیا وہ میں نہیں کرسکتا۔ اِس سے زیادہ جہالت اَور کیا ہے۔

پس تمہارے سپرد ایک کام ہے۔ اور وہ ہے دنیا کی اصلاح اور اسلام کی تعلیم کو پھر سے رائج کرنا۔ پس پہلی چیز اِس تعلیم کو اپنے نفس میں رائج کرنا ہے۔ جب تک تم اسے اپنے نفس میں رائج نہیں کرتے تم اسے دنیا میں بھی رائج نہیں کر سکتے۔ لیکن تم میں سے کتنے ہیں جو ایسا کرتے ہیں جب تم کہتے ہو کہ ہم نے دنیا سے جھوٹ کو مٹانا ہے اور تم کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس لیے کھڑا کیا ہے کہ ہم دنیا سے جھوٹ کو مٹا دیں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم دنیا سے تو جھوٹ مٹانے کی طاقت رکھتے ہو اور تم جھوٹ کو اپنے دل سے نہ مٹا سکو۔ اگر تمہیں اِس لیے کھڑا کیا گیا ہے کہ تم شرک کو دنیا سے مٹا دو تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم اسے اپنے دل سے نہ مٹا سکو اور دنیا سے مٹا دو۔ اگر تمہیں اس لیے کھڑا کیا گیا ہے کہ تم دنیا سے فتنہ وفساد مٹا دو تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تم اسے اپنے دل سے نہ مٹا سکو اور دنیا سے مٹا دو۔ یہ ساری باتیں ناممکن ہیں۔ پس اِس رنگ میں حقیقت پر غور کرو اس سے زیادہ حماقت اور کوئی نہیں کہ تم کہو مرزا صاحب وفاتِ مسیح کا مسئلہ لے کر دنیا میں

مبعوث ہوئے تھے۔ میرے خیال میں صرف ایک فاتر العقل ہی ایسا سمجھ سکتا ہے۔ کبھی ایسے مصلح دنیا میں نہیں آسکتے جو ساری دنیا کی طرف مبعوث ہوں جب تک کہ ساری اصلاحیں اُن کے سپرد نہ ہوں۔ ایک چُوہڑی آتی ہے اور وہ پاخانہ صاف کر کے چلی جاتی ہے۔ بیلدار آتے ہیں اور وہ باغ صاف کر کے چلے جاتے ہیں۔ گھر کی نوکرانی گھر کے کمرے صاف کر کے چلی جاتی ہے۔ دھوبن گھر کے کپڑے صاف کر کے چلی جاتی ہے۔ کلرک، یا دفتری، لائبریری کا کمرہ صاف کر کے چلا جاتا ہے۔ لیکن مالک اور مالکہ گھر کی ساری جگہیں ہی صاف کیا کرتے ہیں۔ کوئی مالک یا مالکہ یہ نہیں کہتی کہ یہ صفائی میرے سپرد نہیں۔ چُوہڑی کہہ دے گی کہ پاخانہ صاف کرنے کے سوا میرا اور کوئی کام نہیں۔ دھوبن کہہ دے گی کہ کپڑے صاف کرنے کے سوا میرا اور کوئی کام نہیں۔ بیلدار کہہ دے گا کہ باغ صاف کرنے کے سوا میرا کوئی کام نہیں۔ مالی کہہ دے گا کہ میں نے لائبریری میں جا کر مار کھانی ہے۔ میرا کام باغ کی درستی کرنا ہے۔ دفتری کہہ دے گا کہ میرا کام تو لائبریری صاف کرنا ہے۔ گھر کے کمرے صاف کرنا نہیں۔ لیکن مالک کے سپرد سب کام ہیں۔ وہ جسے مالک اپنا نمائندہ بناتا ہے اُس کے سپرد سب کام ہوتے ہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو گھر کا مالک بنایا گیا تھا۔ اِس لیے دنیا کی ہر اصلاح آپؐ کے سپرد تھی۔ اور اب جو آپ کا نائب ہوگا اُس کے سپرد بھی امت کے سب ہی فرائض ہوں گے۔ پس کوئی کام ایسا نہیں جس کے متعلق ایک مسلمان کہے کہ وہ میرے سپرد نہیں۔ مرزا صاحب کو خدا تعالیٰ نے اِس وقت داروغہ مقرر کیا ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ اُس کے اصل مالک تھے۔ اور اب آپ ﷺ فوت ہوگئے ہیں۔ اب مرزا صاحب آپ کے ایجنٹ کے طور پر آئے ہیں اور تم ان کی جماعت ہو۔ پس ساری مرضوں کا دُور کرنا تمہارے سپرد کیا گیا ہے اور تمہاری طاقت میں رکھا گیا ہے۔ اگر یہ باتیں تمہاری طاقت میں نہیں تھیں تو لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا والی آیت جھوٹی ہے۔ اور اگر قرآن کریم کی ایک آیت جھوٹی ہے تو سارا قرآن کریم جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام وہی ہوسکتا ہے جس کا ایک شوشہ بھی جھوٹا نہ ہو اور پھر جس کلام کا ایک شوشہ بھی جھوٹا نہیں ہوسکتا اُس کی ایک عظیم الشان آیت کیسے جھوٹی ہوسکتی ہے۔ جھوٹے ہو تو تم ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم یہ کام کر سکتے ہو۔ اور تم کہتے ہو ہم نہیں کر سکتے۔ ایک استاد اپنے شاگرد کو دو سال تک

فقہ پڑھاتا ہے۔ دو سال کے بعد اگر کوئی کہے کہ کیا تمہیں فقہ آتی ہے؟ اور وہ کہے کہ نہیں آتی۔ تو استاد کہے گا تُو جھوٹا ہے۔ پس اگر خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ تم فلاں کام کر سکتے ہو، اگر خدا تعالیٰ نے تمہاری فطرت میں رکھا ہے کہ تم یہ کام کر سکتے ہو تو تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ ہم فلاں کام نہیں کر سکتے۔ جس نے تمہیں کپڑے خود پہنائے وہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ تم ننگے ہو۔ جس ہستی نے تمہارا دماغ بنایا ہے، جس نے تمہاری تمام قوتیں بنائی ہیں وہ اگر کہتی ہے کہ تم فلاں کام کر سکتے ہو تو تم ہزار بار کہو کہ تم فلاں کام نہیں کر سکتے تو تم جھوٹے ہی کہلاؤ گے سچے نہیں کہلاؤ گے۔''

خطبہ ثانیہ کے بعد فرمایا

''مجھے اِس ہفتہ پاؤں کے آپریشن کے لیے لاہور جانا پڑے گا۔ اِس پر ایک دو ہفتے لگ جائیں گے۔ اِس لیے میں ایک دو جمعے یہاں نہیں پڑھا سکوں گا۔ دوست دعا کریں تکلیف لمبی ہوتی چلی جاتی ہے۔ ایک سال ہوگیا ہے۔ اور لوگ ڈراتے ہیں کہ پرانا ہو جانے کی وجہ سے زخم اندر سے خراب ہوگیا ہے۔☆''

(المصلح 19 نومبر 1953ء)

☆ اس کے بعد آپریشن یہیں ہوگیا اور لاہور جانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔

1: بخاری کتاب المغازی. باب حجة الوداع

2: الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 305

3: البقرۃ:287